غزل

جناب سعادت نظیر

بجلیاں ہیں اور میرا آشیاں، اب کیا کروں؟
ٹوٹ پڑنے کو ہے سر پر آسماں، اب کیا کروں؟

صدمۂ جاں کاہیٔ فرقت، بیاں اب کیا کروں؟
کہتے کہتے رُک گئی میری زباں، اب کیا کروں؟

اُن کے سنگِ آستاں تک میں ابھی پہنچا نہیں
دوش پر سر ہو گیا بارِ گراں، اب کیا کروں؟

شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں، اے ہم نفس!
لقمۂ جاں، افسردہ دل رہ کر یہاں، اب کیا کروں؟

رہتے رہتے ہو گیا ہے اُنس زنداں سے مجھے
اور کاٹی جارہی ہیں بیڑیاں، اب کیا کروں؟

یاد کیا آئیں مجھے فرہاد کی ناکامیاں
ہو گئی ہے زندگی کوہِ گراں، اب کیا کروں؟

اُن کی نظروں کا تقاضا "مدعائے دل کہوں"
اور اِدھر کھلتی نہیں میری زباں، اب کیا کروں؟

پھر گرانا چاہتی ہے بجلیوں پر بجلیاں
ناموافق ہے فضائے آسماں، اب کیا کروں؟

جلوۂ فردا دکھا آئینۂ امروز میں
عہدِ ماضی کی یہ سُن کر داستاں، اب کیا کروں؟

اے سعادت! کیا بہاریں ہو گئیں نذرِ خزاں
لُٹ گیا دم بھر میں کیسا گلستاں؟ اب کیا کروں؟